Lesson 5: At-Tawbah (Ayaat 53- 63): Day 18 سُوۡرَۃُ التّوبۃ کی تفسیر

اگلی آیت کا موضوع ہے کہ زکوٰۃ کس کو دوں؟ زکوٰۃ کی تقسیم کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّـفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِى الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِيۡنَ وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ‌ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۶۰﴾

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور اُن لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں، اور اُن کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے ﴿۶۰﴾

زکوٰۃ کس کو دے سکتے ہیں؟

1. فقیروں
2. اور مسکینوں کے لیے ہیں
3. اور اُن لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں، (یعنی زکوٰۃ جمع کرنے والے، کارکن)
4. اور اُن کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو (یعنی جو مسلمان تو ہو گئے ہیں لیکن ابھی ثابت قدمی نہیں آئی)
5. نیز یہ گردنوں کے چھڑانے (غلام)

6. اور قرض داروں کی مدد کرنے میں (جائز قرض۔ مجبوری والے قرض)

7. اور راہ خدا میں (اللہ کے دین کی راہ میں)

8. اور مسافر نوازی (وہ مسافر چاہے اپنے گھر میں امیر ہو لیکن سفر کے دوران ضرورت مند ہو سکتا ہے)

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ: یہ فرض ہے۔ عربی میں صدقہ سے مُراد زکوٰۃ اور صدقات دونوں ہیں۔

کس چیز پر زکوٰۃ ہے؟

ہر اُس مال پر جو ایک سال تک کسی کے پاس رہتا ہے۔ وہ چیزیں جن سے آپ دوبارہ پیسہ کماتے ہیں۔

مثال؛ ایک دوکاندار ہے۔ اُس کے پاس مال ہے۔ جو بکنے کے قابل سامان ہے۔ وہ مال جو بیچا جا سکے۔ اُس پر زکوٰۃ ہو گی۔ استعمال کی چیزوں پر نہیں۔

اللہ علیم اس طرح ہے کہ اُس کو سب خبر ہے کہ ہمارے پاس کیا ہے۔ اور حکیم اس لئے کہ زکوٰۃ فرض کرنے کی حکمت اللہ کو معلوم ہے۔

عام طور پر لوگ جو کماتے ہیں، اُس پر ٹیکس دیتے ہیں۔ اسلام کمائی پر زکوٰۃ نہیں لگاتا۔ یہ ظلم ہے کہ کسی نے سارا دن محنت کی، کمائی میں سے 33٪ کاٹ لیا جائے۔ بلکہ اسلام صرف جمع کی ہوئی، ضرورت سے زائد چیز پر زکوٰۃ لگاتا ہے۔ آپ خرچ کر لیں۔ کسی دوسرے کو دے دیں۔ اُس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ صرف زائد از ضرورت مال یا سامان جو پورا سال آپ کے پاس پڑا رہے اُس پر زکوٰۃ ہو گی۔

عام طور پر جتنی زیادہ آمدنی اُس پر اُتنا زیادہ ٹیکس۔

اللہ کے نبی ﷺ نے کبھی زکوٰۃ ادا نہیں کی کیونکہ کبھی کچھ جمع ہی نہیں کیا۔ وہ ساتھ کی ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ آپ جتنا مرضی کمائیں۔ خود خرچ کریں۔ خاندان والوں پر، غریبوں پر ضرورت مندوں کو دیں۔ جب تک فالتو مال سال تک آپ کے پاس نہیں پڑا رہے گا زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی۔

ایک دفعہ آپؐ نے پوچھا عائشہؓ جو بکری ذبح کی تھی اُس کا کیا ہوا؟ عائشہؓ نے فرمایا کہ ساری بکری تقسیم ہو گئی صرف ایک دستی بچی ہے جو میں نے آپؐ کے لئے رکھ لی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ساری بچ گئی ہے صرف یہی خرچ ہو گئی جو ہم کھا لیں گے، جو اللہ کی راہ میں دے دی وہ آخرت کے لئے جمع ہو گئی۔

ایک دفعہ آپؐ نماز پڑھ کر جلدی سے اُٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یارسولؐ اللہ سب خیریت تھی آپؐ اتنی جلدی میں گھر تشریف لے گئے؟ آپؐ نے فرمایا گھر ایک سونے کی ڈلی رکھی تھی، مجھے یاد آگیا کہ وہ اللہ کی راہ میں تقسیم کرنی ہے۔ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ میرے گھر میں ایک رات کے لئے بھی کچھ مال زائد از ضرورت پڑا رہے۔ آپؐ نے فوراً اللہ کی راہ میں دے دی۔

زمین پر زکوٰۃ کی جگہ عُشر ہوتا ہے۔ فصل کی آمدنی پر عشر اَدا کیا جاتا ہے۔ یہ دس فیصد اَدا کیا جاتا ہے۔ اگر فصل کو خود ہی بارش کا یا قدرتی پانی لگتا ہے تو دوگنا ہے۔ اگر پانی خرید کر لگانا پڑتا ہے تو دس فیصد ہے۔

1: فقراء: کمر کے مہرے کو کہتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو حاجت مند ہو۔ جو کمانے کے قابل نہ ہوں۔ کبھی عارضی ضرورت مند کبھی مستقل۔ فقیر جس کا جینا محال ہو۔ جن کے پاس کچھ بھی نہیں ہو۔ جن پر لوگ ترس کھا کر دیتے ہیں۔

2: مسکین۔وہ شخص جس کو لگے کہ وقت ٹھہر گیا۔ذلّت۔مسکنت۔Hand to Mouth محنت کرتے ہیں۔روز کا خرچ تو چل جاتا ہے لیکن تنگ دست ہیں۔بظاہر لوگوں کو پتا نہیں چلتا کہ غریب ہیں۔

لوگوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ پھر مساکین کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا" جو بے پرواہی کے برابر نہ پائے نہ اپنی ایسی حالت رکھے کہ کوئی دیکھ کر پہچان لے اور کچھ دے دے نہ کسی سے خود کوئی سوال کرے"۔ (صحیح بخاری:1479)

یعنی غریب،سفید پوش شخص،بچوں والے۔

3:صدقات وصول کرنے والے۔حساب کتاب کرنے والے۔لوگوں میں تقسیم کرنے والے۔اُن کی نوکری ہے۔

بنوہاشم پر زکوۃ جائز نہیں۔آج کے دَور میں اَصل سیّد پر زکوۃ جائز نہیں۔یہ ایک عزّت کی بات ہے کہ وہ زکوۃ کا مال نہیں کھاسکتے۔عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ درخواست لے کر گئے کہ ہمیں صدقہ کا عامل بنادیجئیے۔آپ ﷺ نے جواب دیا کہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر صدقہ حرام ہے یہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے۔ (صحیح مسلم:1072)

4:تالیفِ قلب۔کچھ لوگ اسلام کے لئے دل میں کچھ رنجش رکھتے تھے۔اُن کی مدد کی گئی تاکہ اسلام کے لئے اُن کے دل نرم ہو جائیں۔بعضوں کو اس لیے دیا جاتا ہے کہ ان کا اسلام مضبوط ہو جائے اور ان کا دل اسلام پر لگ جائے،جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے حنین والے دن مکّہ کے آزاد کردہ لوگوں کے

سرداروں کو سو سو اونٹ عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ ”میں ایک کو دیتا ہوں اور دوسرے کو جو اس سے زیادہ میرا محبوب ہے نہیں دیتا اس لیے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ اوندھے منہ جہنم میں گر پڑے“۔ صحیح بخاری:27

آج کے دَور میں مسلمانوں کا امیر یہ فیصلہ کرے گا۔

عمر رضی اللہ عنہ اور عمار شعبی اور ایک جماعت کا قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اب یہ مصرف باقی نہیں رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزّت دے دی ہے مسلمان ملکوں کے مالک بن گئے ہیں اور بہت سے بندگان رب ان کے ماتحت ہیں۔

لیکن اور بزرگوں کا قول ہے کہ اب بھی مولفتہ القلوب کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ فتح مکہ اور فتح ہوازن کے بعد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان لوگوں کو مال دیا۔ دوسرے یہ کہ اب بھی ایسی ضرورتیں پیش آجایا کرتی ہیں۔

جہاں دینے میں آپ کو شک پڑے وہاں زکوٰۃ نہ دیں۔ صدقات دے دیں۔ صدقات سے مدد کر دیں۔ اگر کسی خاندان والے کو دیں۔ تو وہ یہ نہ سمجھے کہ تحفہ دیا اور آپ زکوٰۃ کا لفظ بھی نہیں کہنا چاہتی تو آپ یہ کہہ دیں کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے آپ کو بھی دے رہی ہوں۔

مثال اگر کسی کو فریج لے کر دیا۔ تو اُن کو تحفہ دیں تو وہ یہ محسوس نہ کریں کہ اتنا قیمتی تحفہ دیا اب ہمیں بھی کچھ دینا پڑے گا۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ کے مال میں سے دیا ہے۔

5: غلام آزاد کرنا۔ آزادگی گردن کے بارے میں بہت سے بزرگ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے وہ غلام ہیں جنہوں نے رقم مقرر کر کے اپنے مالکوں سے اپنی آزادگی کی شرط کر لی ہے انہیں مال زکوٰۃ سے رقم دی جائے کہ وہ ادا کر کے آزاد ہو جائیں۔ اور بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ غلام جس نے یہ شرط نہ لکھوائی ہو اسے بھی مال زکوٰۃ سے خرید کر آزاد کرنے میں کوئی ڈر خوف نہیں۔

آج کے دَور میں جیلوں میں قید بے گناہ بھی اسی میں آتے ہیں۔

6: قرض دار۔ مجبور لوگ۔ وہ غریب جن کے گلے میں قرض پھندے کی طرح ہو۔ اس میں وہ قرض دار نہیں آتے جو جان بوجھ کر گھروں پر قرض لیں یا گاڑی قرض پر لیں۔ کاروباری قرض والے بھی اس میں نہیں آتے۔

7: فی سبیل اللہ۔ اللہ کی راہ میں خرچ۔ اللہ کے دین کو پھیلانا۔ اللہ کے دین کا دفاع کرنا۔ جہاد بھی اس میں ہے لیکن اس کا ایک دوسرا مصرف یہ ہے کہ اسلام کی نشرواشاعت کی جائے۔ وہ تعلیم جو اللہ سے جوڑ دے۔ یعنی ایسی سبل، رسی جو اللہ سے جوڑ دے۔

مثال میڈیا پر وقت خریدا جائے۔ اللہ کا دین پھیلایا جائے۔ ویب سائٹ بنائی جائے۔ دعوتِ دین کا مٹیریل بنا کر تقسیم کیا جائے۔

ہم مسلمان ہیں۔ پھر ہم علم سیکھ کر گھر والوں کے ساتھ مل کر نیک عمل کرینگے تو ہم چلتے پھرتے اسلام کی دعوت دینے والے بن جائینگے۔ ہم اچھے مسلمان ہونگے تو غیر مسلم ہمارے اخلاق اور رویّے سے متاثر ہو کر اسلام میں کشش محسوس کرینگے۔

ہم چلتے پھرتے لیفلیٹ ہیں۔ جب ہم اس بات پر فوکس کرتے ہیں کہ اخلاق، گھر اور معاشرے سنوارے جائیں۔ جب ہم علم اور قلم پر پیسہ لگا دیتے ہیں تو جہاد اور قتال پر پیسہ نہیں لگانا پڑے گا۔

اللہ کے نبیؐ نے بہترین اخلاق اور علم سے اسلام پھیلایا۔

8: مسافروں کے لئے زکوٰۃ سے مدد کی جائے گی۔ مسافر، جو سفر میں بے سروسامان رہ گیا ہو اسے بھی مال زکوٰۃ سے اپنی رقم دی جائے جس سے وہ اپنے شہر پہنچ سکے، گو وہ اپنے ہاں مالدار ہی ہو۔ یہی حکم اُن کا بھی ہے جو اپنے شہر سے سفر کو جانے کا قصد رکھتے ہوں لیکن مال نہ ہو تو اُسے بھی سفر خرچ مال زکوٰۃ سے دینا جائز ہے جو اسے آمد و رفت کے لیے کافی ہو۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

ان میں سے کچھ لوگ ہیں جو اپنی باتوں سے نبی کو دکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص کانوں کا کچا ہے کہو، "وہ تمہاری بھلائی کے لیے ایسا ہے، اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اہل ایمان پر اعتماد کرتا ہے اور سراسر رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو تم میں سے ایماندار ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کے لیے دردناک سزا ہے" ﴿۶۱﴾

'هُوَ اُذُنٌ ؕ' یہ عربی زبان کا محاورہ ہے کہ یہ نرے کان ہیں، نعوذ باللہ یہ نبیؐ تو کان کے کچے یا ' لائی لگ' ہیں۔ ہر ایک کی بات سن کر یقین کر لیتے ہیں۔

یعنی یہ اپنی باتوں سے نبی ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ منافقین جنگِ تبوک پر جانا نہیں چاہتے پھر وہ نبیؐ کے پاس آکر طرح طرح کے بہانے کرتے ہیں۔ جب نبیؐ اُن کی خیر خواہی سے بات سُن لیتے ہیں تو باہر جاکر کہتے ہیں کہ یہ نبیؐ تو ہر ایک کی بات سُن اور مان لیتے ہیں۔ نبیؐ کے اعتبار پر اُنؐ کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

اللہ فرماتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کا اعتبار کر لینا اور ہمدردی کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

حدیثؐ کا خلاصہ؛ نبیؐ نے فرمایا کہ مومن بھولا بھالا ہوتا ہے۔ لوگوں کے ظاہر پر قیاس کر لیتا ہے۔

ہمارے لئے عمل کا نقطہ؛ ہر بات میں اپنی رائے نہ دیں۔ بدگمانی نہ کریں۔ جب کوئی بات بتائے تو سُن لیں اور مان لیں۔ کسی کو کچھ کرتے دیکھیں تو اُن کے لئے دعا کر دیں۔

جب انسان قرآن سے تعلّق کے بعد کسی وجہ سے رُک جاتا ہے تو وہ پریشانی اور ڈیپریشن میں چلا جاتا ہے۔ آپ اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کی دین پر استقامت کے لئے دعا کیا کریں۔

اگر کبھی کوئی بہن کسی وجہ سے قرآن کلاس سے رُک جائے تو انہیں کلاس سے باہر شرمندہ نہ کریں۔ یا شکوے شکایات نہ شروع کر دیں۔ بہت حکمت اور پیار سے بات کریں۔

'يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ' یہاں یومن کے بعد با آ گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں ایمان لانا۔ لیکن اگر یومن کے بعد لام آجائے 'وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ' تو معنی بات ماننا اور یقین کرنا ہے۔

حدیث کا خلاصہ؛ کہ مومن کی فراست سے ڈرو۔ کہ وہ اللہ کے نُور سے دیکھ لیتا ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾

یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تمہیں راضی کریں، حالانکہ اگر یہ مومن ہیں تو اللہ اور رسول اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ ان کو راضی کرنے کی فکر کریں ﴿۶۲﴾

یعنی پہلے تو منافقین جھوٹے بہانے کرتے کہ جنگ پر نہ جانا پڑ جائے۔ پھر مسلمانوں کے پاس جا جا کر باتیں کرتے۔ کہ ہمارا بھی دل کرتا ہے۔ قسم سے جانا تو چاہتے ہیں لیکن فلاں مجبوری ہے۔ لیکن ان سے کہو کہ اللہ اور رسولؐ کو راضی کرو۔ لوگوں کے پاس صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾

کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا یہ بہت بڑی رسوائی ہے ﴿۶۳﴾

ان منافقین نے اللہ کے دین کو اُس وقت چھوڑ دیا جب دین کو اُن کی ضرورت تھی۔ وہ سُستی یا کسی لالچ یا جنگ سے بچنے کے لئے گھر بیٹھ رہے۔ اللہ اُن پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔

اللہ کے دین کے ساتھ یہ معاملہ نہ کریں۔ مشکل حالات میں دین سے پیچھے نہ ہٹیں۔ وہی وقت ازمائش کا ہوتا ہے۔

يُحَادِدِ: ح د د۔ چھُری کے اگلے کاٹنے والے حصّے کو کہتے ہیں۔ کسی معاملے میں مخالفت کرنا، رکاوٹ کھڑی کرنا۔

منافق نہ اپنا بنتا ہے نہ ہی اللہ اور رسولؐ کا۔

علامہ اقبال نہ کہا تھا کہ؛

اپنے من میں ڈوب کے پا جا سراغِ زندگی .تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن ، اپنا تو بن

اپنا خیر خواہ اس لئے نہیں کہ اپنے بارے میں بھی صحیح فیصلے نہیں کرتا۔

اللہ ہمیں شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچائے۔ ہمیں دین پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین